52

قرب الٰہی کی راہیں

(فرمودہ ۲۶ ؍ مئی ۱۹۲۲ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا

واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلهم یرشدون (البقرۃ ۱۸۷)

رمضان کا یہ آخری جمعہ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو جن لوگوں کو توفیق ملی وہ ایک یا دو روزے اور رکھیں گے۔ اس کے بعد پھر رمضان کس پر آئے گا اور کس پر نہیں آئے گا اس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ اور کس کو آئندہ رمضان میں روزے رکھنے کا موقع ملے گا یہ بھی اسی کو معلوم ہے۔ اس لئے اس رمضان سے جتنا بھی فائدہ حاصل ہو سکے اٹھانا چاہیئے۔ رمضان انسان کے لئے روحانی برکات اور ترقیات کا موجب ہے۔ اگر ان طریقوں کو استعمال کیا جائے جو رمضان میں رکھے گئے ہیں تو انسان بہت نفع اٹھا سکتا ہے۔

آج میں ایک آیت پڑھ کر جو رمضان شریف کے متعلق ہے۔ کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس کے پہلے اور بعد روزے کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت روزوں کے متعلق ہے۔ یہ آیت یہاں بے جوڑ اور بے موقع نہیں۔ قرآن کریم میں کوئی لفظ بھی بے موقع نہیں رکھا گیا۔ جس لفظ کو خدا تعالیٰ نے جہاں رکھا ہے اس کے تعلق کی وجہ سے رکھا ہے اور اس کی مناسبت کے باعث رکھا ہے۔ آیات قرآنی یونہی پراگندہ طور پر پھینک نہیں دی گئیں۔ پس اس آیت کا رمضان سے خاص تعلق ہے۔ میں نے اس کی طرف اشارہ بھی کیا تھا۔

آج ایک اور بات بیان کرنا چاہتا ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک نیکی کا کچھ بدلہ ہے لیکن روزے کا بدلہ میں خود ہوں۔ا۔ یعنی ہر ایک نیکی کا بدلہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے لیکن روزے کے بدلہ میں خود اللہ تعالیٰ ملتا ہے۔

یہ جو کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اپنے پاس سے نہیں فرمایا۔ بلکہ اس

آیت سے استدلال کرکے فرمایا ہے۔ آپ کو الگ بھی علم ہوگا مگر وہ اسی آیت کے ماتحت تھا۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ روزے دار جو بھوک پیاس کی تکالیف اٹھاتے ہیں تو اس لئے اٹھاتے ہیں کہ خدا کو پائیں۔ خدا کا پتہ معلوم کریں۔ میں نے پہلے کئی بار بتایا کہ یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ رمضان میں دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ آیت قبولیت دعا کے ذرائع میں سے ہے۔

لیکن آج میں یہ بھی بتاتا ہوں کہ یہ آیت قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے **واذا سألک عبادی عنی فانی قریب** اے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) **اذا سالک عبادی** جب تجھ سے سوال کریں میرے بندے میرے متعلق **فانی قریب** تو میں قریب ہوں۔ اس آیت میں روحانی ترقی کا پہلا باب بیان کیا گیا ہے۔

انسان پہلا قدم جو خدا کی طرف اٹھاتا ہے اس میں تین تبدیلیاں ہوتی ہیں جب تک یہ تین تغیر نہ ہوں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر یہ تغیر پیدا ہو جائیں تو قرب الٰہی حاصل ہوجاتا ہے۔ وہ تین تغیر یہ ہیں۔ اول خدا تعالیٰ کے متعلق سوال پیدا ہو کہ خدا کو ملوں۔ جب یہ خواہش ہو تو کامیابی کے رستے کھلتے ہیں۔ لیکن ہزار ہا انسان پیدا ہوتے ہیں اور مرجاتے ہیں۔ ان کے دل میں کوئی خواہش پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ جن کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو ان پر ہنستے ہیں کہ کس خیال میں پڑے ہیں۔ یہ شقاوت کی علامت ہے ایسے شخص کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پس پہلے کسی چیز کی خواہش پیدا ہونی چاہیئے۔

یہاں جو ولایت سے نومسلمہ آئی ہوئی ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تم نے جو عیسائی مذہب چھوڑ کر اسلام اختیار کیا اس کی کیا وجہ ہے۔ کیوں نہ تم نے یہ خیال کیا کہ عیسائی مذہب جب جھوٹا ثابت ہوا تو سب مذاہب ہی جھوٹے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میری عقل مجھے بتاتی تھی کہ کوئی نہ کوئی مذہب ضرور ہونا چاہیئے کیونکہ سچائی ہے ضرور۔ خواہ وہ عیسائیت میں نہ ہو۔ اس لئے مجھے اسے ڈھونڈنا چاہیئے۔ اور وہ مجھے اسلام میں نظر آئی۔ تو پہلا سوال یہی ہوتا ہے جو کسی چیز کی طرف انسان کو متوجہ کرتا ہے کہ مجھے کسی چیز کی تلاش کرنی چاہیئے۔ جب یہ خواہش پیدا ہو جاتی ہے تو اس سے علم کو ترقی ہوتی ہے۔

پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے دوسرا تغیر یہ ہونا چاہیئے **سألک** تجھ سے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھیں۔ یعنی ہدایت پانے والے اور خدا کو تلاش کرنے کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جانا اور آپ سے پتہ دریافت کرنا ضروری ہے۔ یہ دو تغیر ہوئے اول یہ کہ سوال کی خواہش پیدا ہو کہ مجھے کچھ پوچھنا اور تلاش کرنا ہے۔ دوسرے اس سے پوچھے جو واقف ہے جس طرح بیمار کے تندرستی پانے کے لئے ضرورت ہے کہ وہ جان لے کہ وہ بیمار ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اس ڈاکٹر

کے پاس جائے جو اعلیٰ درجہ کا تجربہ کار ہو۔

تیسری بات جو قرب الٰہی کے لئے ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کا سوال **عنّی** ہو۔ یعنی ان کی غرض محض خداتعالیٰ کو پانا ہو۔ کئی اغراض کے ماتحت لوگ مذاہب میں داخل ہوتے ہیں۔ بعض لوگ محض ایک جماعت میں منسلک ہونے کے لئے۔ بعض اخلاق فاضلہ کے لئے بعض معاشرۃ یا تمدن کے خیال سے۔ مگر یہاں فرمایا کہ ان کا سوال محض خداتعالیٰ کی ذات کے بارے میں ہو کہ خدا کس طرح مل سکتا ہے۔

پس مذہب دوسرے اغراض کے لئے نہیں۔ بلکہ محض خدا کے لئے اختیار کیا جائے۔ ہاں اگر دوسرے فوائد حاصل ہو جائیں تو ہو جائیں۔ مذہب سے غرض دوسرے فوائد نہیں ہونے چاہئیں بلکہ محض خدا ہونا چاہیئے۔

یہ پہلا مقام ہے جو قرب الٰہی میں حاصل کرنا ضروری ہے۔ یاد رکھو عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب **اذا** کے بعد (ف) آتی ہے۔ تو اس کے معنی ہوتے ہیں کہ پہلے کام کے نتیجہ سے یہ ہوگا پس **فانی قریب** کے یہ معنی نہیں ہیں کہ پس اللہ قریب ہے۔ بلکہ یہ بھی ہیں کہ جب یہ تین باتیں جمع ہو جائیں یعنی سوال کریں کہ ہمیں خدا کی جستجو کی ضرورت ہے۔ پھر تجھ سے سوال کریں۔ اور میری ذات کے لئے کریں۔ فلاسفروں سائنس دانوں سے یا عیسیٰ یا موسیٰ سے نہیں۔ بلکہ تیرے پاس آئیں قرآن کے پاس آئیں۔ احادیث میں ڈھونڈیں یا تیرے خلفاء کے پاس آئیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ خداتعالیٰ کے متعلق دریافت کریں کہ خدا کیونکر مل سکتا ہے۔ فرمایا جب یہ تغیرات ہو جائیں تو اس کا نتیجہ ہوتا ہے۔ میں اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ کسی کو یہ غرض نہ ہو کہ مال مل جائے۔ یہ خواہش نہ ہو کہ جماعت مل جائے گی۔ بلکہ خدا کی تلاش ہو تو ان تینوں باتوں کے نتیجہ میں میں قریب ہو جاتا ہوں۔ یہ پہلا مقام ہے۔

پھر فرمایا **اجیب دعوۃ الداع اذا دعان** اس کے بعد لازمی نتیجہ کیا ہے اور طبعی نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ آپ لوگوں میں سے بہت سے لوگ جنگلوں میں نہیں گئے ہونگے مگر میں گیا ہوں۔ جب کوئی ساتھی دور چلا جاتا ہے تو پھر انسان اس کی تلاش کرتا ہے۔ کوئی شخص ملے تو اس سے پوچھتا ہے کہ کیا ایسی شکل ایسی ٹوپی ایسے قد کا آدمی تو تم نے نہیں دیکھا ہے۔ جب وہ کہتا ہے کہ ہاں دیکھا ہے۔ اور قریب ہی جاتا ہے تو انسان بے اختیار ہو کر آواز دیتا ہے "او نور محمد!" مثلاً اس کا نام نور محمد ہے تو فوراً اس کو پکارتا ہے۔ کہ وہ اور آگے نہ چلا جائے۔ اور وہ آگے سے جواب دیتا ہے۔ ادھر آجاؤ۔ میں یہاں ہوں۔ اسی طرح جب خدا سے ملنے کی خواہش انسان میں پیدا ہوتی ہے تو وہ

رسول کریم سے پوچھتا ہے یعنی جب انسان کے دل میں خدا کے پانے کی خواہش ہوتی اور وہ پوچھ بھی لیتا ہے کہ کیا وہ مل سکتا ہے۔ تو وہ بے اختیار کہتا ہے۔ خدایا میں تیرا قرب چاہتا ہوں تجھ سے ملنا چاہتا ہوں۔ پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ ادھر آجاؤ۔ اسی کے متعلق فرمایا میں پکارنے والوں کی آواز کا جواب دیتا ہے۔ یہ دوسرا قرب ہوا۔ پہلا تو یہ تھا کہ انسان اس کی تلاش میں جارہا تھا۔ دوسرا یہ ہے کہ خدا کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ اے ڈھونڈنے والے ادھر آؤ میں یہاں ہوں۔

پھر کیا ہوتا ہے۔ فرمایا اس پر نہ ٹھہر جاؤ بلکہ **فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلهم یرشدون۔** جیسا کہ پیچدار راستوں میں قاعدہ ہوتا ہے۔ کہ تم جس کو تلاش کرتے ہو۔ اور وہ تمہاری آواز سن لیتا ہے۔ تو وہ تمہیں بتاتا ہے۔ اس راستہ سے آنا اس طرف کو آنا فلاں درخت کے نیچے سے آنا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے ملنے کی ترکیبیں بتلاتا ہے۔ جن پر چل کر انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نیک اعمال کے رستے بتاتا ہے۔ نیک سلوک کے مواقع بہم پہنچاتا ہے کوئی فقیر اس کے پاس بھیج دیتا ہے کہ اس سے نیک سلوک کرے اور ثواب حاصل کرے۔ تبلیغ کا کوئی موقع بہم پہنچا دیتا ہے۔ اس کے متعلق یہ ضروری نہیں کہ الہام ہی خدا کی طرف سے ہو۔ بلکہ نیکی کرنے کے مواقع انسان کے سامنے آنے لگتے ہیں۔ اس وقت انسان کو چاہیئے کہ ان تحریکات کو قبول کرے۔ خواہ وہ اندرونی ہوں یا بیرونی۔ پھر فرمایا **ولیؤمنوا بی** مجھ پر توکل اور بھروسہ بھی رکھیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مجھ تک پہنچ جائیں گے۔ اس طرح رویت کا مقام حاصل ہوگا یا وصال کا مقام مل جائے گا۔

پہلی حالت تو سماعی تھی۔ سنا تھا کہ خدا مل سکتا ہے۔ دوسری یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ ہاں میں قریب ہوں۔ تیسرا یہ کہ خدا تعالیٰ اپنے قرب پانے کے رستے کھولتا ہے۔ نئے نئے مواقع پیدا کرتا ہے اگر انسان ان کو استعمال کرے اور خدا پر توکل رکھے تو ایک دن خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے سو اس آیت میں قرب الٰہی کے یہ تین مدارج بتائے گئے ہیں۔

ہماری جماعت کے لوگوں کو خدا کے فضل سے پہلا موقع تو مل گیا کہ اول ہم خدا کی تلاش میں ہیں دوسرے ہم نے مولویوں سے نہیں پوچھا۔ بلکہ ایک نبی سے پوچھا ہے۔ تیسرے سوال بھی خدا تعالیٰ ہی کے متعلق کیا ہے کہ ہمیں خدا کے قرب کی راہ بتائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں اس رمضان میں موقع بھی دعاؤں کا خوب مل گیا۔ اور قریباً ہر ایک شخص نے یہی دعا کی ہوگی کہ خدایا میں تیرا قرب چاہتا ہوں۔

اب اگلا مرحلہ یہ ہے کہ خدا کی طرف سے نیکی اور ثواب حاصل کرنے کے لئے جو مواقع نکالے جائیں گے ان پر ہمیں عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان سے ہمیں قرب الٰہی حاصل ہوگا۔

ہمیں مشکلات بھی درپیش ہونگی۔ مگران کا نتیجہ کامیابی ہوگا۔ کیونکہ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

پس اب اگر سلسلہ کے لئے مشکلات برداشت کرنی پڑیں۔ تو ہمیں پہلوتہی نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ ہمیں اپنی قربانیوں سے اس آواز پر لبیک کہنا چاہیئے۔ کیونکہ تم نے آوازیں دیں۔ دعائیں کی ہیں کہ خدایا ہم تجھ سے ملنا چاہتے ہیں اور ان دعاؤں کی قبولیت کے لئے الہام کی ضرورت نہیں۔ بلکہ نیکیوں کے راستے بتلانا بھی ہے۔ سو ان دعاؤں کے بدلے میں تمہیں نیک کام کرنے کے مواقع ملیں گے۔ اس لئے تم ہوشیار ہو جاؤ اور چوکس ہو جاؤ۔ تا ایسا نہ ہو کہ وہ مواقع آئیں اور تم انہیں غفلت میں گذار دو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری مثال اس شخص کی مانند ہو جو اپنے ساتھی کو پکارتا ہے لیکن جب وہ آتا ہے تو یہ وہاں سے ہٹ جاتا ہے یا اس کی مانند ہو جو اپنے دوست کے دروازے پر دستک دیتا ہے مگر جب اس کا دوست آتا ہے تو یہ وہاں سے ہٹ کر دوسرے مکان کے دروازے پر چلا جاتا ہے یا سو جاتا ہے۔ تم نے خدا کی تلاش شروع کی ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا ہے۔ اور خدا کی نسبت کیا ہے۔ تم نے روزے رکھے اور راتیں جاگ کر گذاری ہیں۔ اس لئے کہ تمہارے لئے خدا کے قرب کی راہ کھل جائے تم نے آوازیں دی ہیں۔ اب تمہارا فرض ہے کہ نیکی کے جو مواقع تمہارے لئے بہم پہنچیں ان سے فائدہ اٹھاؤ خدا کے بندوں سے حسن سلوک کرو۔ تبلیغ کے لئے اگر مال کی ضرورت ہو تو دو۔ دین کے لئے اگر وقت کی ضرورت پیش آئے تو دو۔ اگر جان کی ضرورت پڑے تو دو۔ اور اگر دین کی خاطر عزت بھی قربان کرنی پڑے تو کرو۔ اور ہر ایک نیک تحریک کو قبول کرو۔ جب یہ حالت ہوگی تو کیا ہوگا؟ خدا کا قرب حاصل ہوگا۔

یہ انتہائی قرب نہیں۔ قرب کے بھی مدارج ہیں۔ خداتعالٰی کی ذات بے انتہا ہے۔ اس لئے اس کے قرب کی راہیں بھی کھلتی رہتی ہیں۔ یہ قرب الٰہی جو اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ پہلا مقام قرب ہے۔ اس کے بعد شک اور تردد کی حالت جاتی رہتی ہے۔ بلکہ اس کے بعد تسلی اور اطمینان کی زندگی ہوتی ہے۔ جب اس پر چلو گے۔ تو اور زیادہ سے زیادہ اس کے قرب کی راہیں کھلیں گی۔ یہ اطمینان کا رستہ ہمیں رمضان میں بتایا گیا ہے۔ اس پر چل کر فائدہ اٹھاؤ۔ تا اطمینان کی زندگی پاؤ۔

(الفضل ۵ ر جون ۱۹۲۲ء)

❁ ❁ ❁

۱۔ مسلم کتاب الصوم باب فضل الصیام